

## تحریک استشراق — مبدأ اہداف پر تنقیدی نظر

ڈاکٹر یاس عرفات اعوان<sup>☆</sup>

### Abstract:

"Orientalism emerged and developed in went as a great movement during 14th century a.d. the western scholars took interest in the study of the east, especially the Islamic literature. With the passage of time, it became a targeted study, focused to misinterpret Islam and the Holy Prophet Mohammad (صلی اللہ علیہ وسلم)، although a reasonable number of orientalists have to admit the reality that the Prophethood of Mohammad (صلی اللہ علیہ وسلم) is full of truthfulness by every respect and they became also the Muslims. The following article is a critical study in this regard."

**Keywords:** Orientalism, Islamic literature, Misinterpretation, Truthfulness, Preaching of Islam.

استشراق (Orientalism) ایک جدید اصطلاح ہے جو قبیم عربی ادب اور لغات میں موجود نہیں ہے۔ انگریزی زبان کے لفظ Orientalism کے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے استشراق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ لفظ سرہنی مادہ شرق سے مشتق ہے جس کا مطلب روشنی اور چمک ہے۔ یہ لفظ مجازی معنوں میں سورج کے لیے بھی مستعمل ہے۔ اسی طرح شرق اور شرق سورج کے طلوع ہونے کے مقام کو بھی کہتے ہیں۔ صاحب لسان العرب کہتے ہیں:

”الشرق: الضوء والشرق الشمس، وروى عمرو عن أبيه انه قال الشرق

الشمس بفتح الشين والشرق الضوء الذى يدخل من شق الباب، شرفت

الشمس تشرق شروقاً وشرقاً طلعت واسم الموضع المشرق“<sup>(۱)</sup>

شرق کا معنی روشنی اور اسی طرح سورج بھی ہے، عمرو نے اپنے باپ کے واسطے سے نقل کیا ہے

☆ یکجا رشیعہ علوم اسلامیہ و عربی، گورنمنٹ یونیورسٹی فیصل آباد

کہ انہوں نے کہا: شرق شین کے فتح کے ساتھ سورج کو کہتے ہیں اور شرق اس روشنی کو بھی کہتے ہیں جو دروازے کے سوراخ سے اندر آتی ہے۔ شَرَقِ الشَّمْس اور تَشَرُّق جن کا مصدر شروع اور شرق ہے یہ طَلَعَث (طلوع ہوا) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اسی سے اسم ظرف مشرق ہے۔

لفظ شرق میں تین حروف الف، س اور تاء کا اضافہ کر کے جب اسے باب استعمال کے وزن پر لایا جائے تو اس کے اندر طلب کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی استشراق سے مراد مشرق کی طلب ہے۔ سید محمد شاہد لفظ اور بینٹ (Orient) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مغربی لغات میں استشراق صرف جغرافیائی مفہوم میں مشرق کی طلب کے لیے مستعمل نہیں ہے بلکہ روشنی، نور اور ہدایت کی طلب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”شرق(Orient)“ فوجد انه يشار إلى منطقة الشرق المقصودة

بالدراسات الشرقية بكلمة تمييز بطابع معنوی وهو (Morgenland)

وتعنى بلاد الصباح، والمعروف ان الصباح تشرق فيه الشمس، وتدل

هذه الكلمة عليتحول من المدلول الجغرافي الفلکی إلى التركيز على

معنى الصباح الذي يتضمن معنى النور واليقظة، وفي مقابل ذلك

نستخدم في اللغة. الكلمة (Abendland) وتعنى بلاد المساء لتدل

على الظلام والراحة..... وفي اللاتينية تعنى الكلمة Orient: يتعلم او

يبحث عن شيء ما وبالفرنسية تعنى الكلمة Orienter ووجه او هدى او

ارشد،<sup>(۲)</sup>

سید محمد شاہد کے بقول شرق (Orient) کے کلمہ کے ساتھ مشرق کے علاقے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جو کہ شرقی تحقیقات کا مقصود ہے ایسا کلمہ استعمال کرتے ہوئے جس میں معنوی چھاپ کا امتیاز ہے جو کہ (Morgenland) مارجن لینڈ ہے جس سے مراد صحیح کے علاقے ہیں اور یقینی بات ہے کہ صحیح میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ اب یہ کلمہ اپنے جغرافیائی اور فلکی معنی سب سے ہٹ کر صحیح کے معنی پر بھر پور دلالت کرتا ہے جو صحیح نور اور بیداری کے مفہوم کو شامل ہے۔ جب کہ اس کے مقابلے میں ہم (Abendland) کا کلمہ استعمال کرتے ہیں جس سے مراد شام کے علاقے ہیں تاکہ یہ تاریکی اور سنتی پر دلالت کرے، لاطینی زبان میں Orient لفظ کا معنی وہ سیکھتا ہے یا کسی چیز کے بارے میں جتنوں کر رہا ہے۔ جبکہ فرانسیسی میں Orienter کا معنی ہے اس نے رہنمائی کی، راستہ بتایا اور سیدھی راہ دکھلائی۔

انگریزی لفظ اوری اینٹ (Orient) مشرق کے لیے مستعمل ہے اور اوری انٹل ازم (Orientalism) کے معنی شرق شناسی یا مشرقی علوم و فنون اور ادب میں مہارت حاصل کرنے کے ہیں مستشرق (استشراق کے فعل سے اسم فاعل) سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو بے تکلف مشرقی بنتا ہو۔<sup>(۳)</sup>

ایسا غیر مشرقی عالم جو مشرقی علوم (Oriental Sciences)، عقائد، تاریخ، ادب اور معاشرت وغیرہ میں دلچسپی رکھتا ہو مستشرق کہلاتا ہے۔ ایڈورڈ سعید استشراق اور مستشرق کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Anyone who teaches, writes about, or researches the orient and this applies whether the person is an Anthropologist, Sociologist, Historian or Philologist either in its specific or its general aspects, is an Orientalist and what he or she says or does is Orientalism."<sup>(4)</sup>

محمد یوسف رام پوری ماهر لغت زنگو مدنیہ کی تشریفات کی روشنی میں مستشرق کے مفہوم کی تحدید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مستشرق مغرب کے ایسے عالم کو کہتے ہیں جو اسلام، اسلامی تہذیب، اسلامی معاشرت اور اسلامی زبانوں میں دلچسپی رکھتا ہو۔<sup>(5)</sup>

محمد یوسف رام پوری کی مذکورہ تعریف میں حاملین اسلام کے لیے کسی علاقے خطے یا ریاست کی حد بندی نہیں کی گئی ہے۔

علم استشراق کے ممتاز عالم علی بن ابراہیم النملۃ مغربی عالم کی تحدید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مستشرق ایسے غیر مسلم دانش کو قرار دیتے ہیں کہ جو مسلمانوں کے فرہنگ، اعتقادات اور آداب و رسوم کے بارے میں تحقیق کرے چاہے وہ مسلمان گروہ اور قوم مشرقی علاقے میں رہنے والی ہو یا جنوب میں چاہے عربی بولنے والے ہوں یا غیر عربی۔<sup>(6)</sup>

ڈاکٹر احمد عبد الحمید غراب اپنی کتاب رؤیۃ الاسلامیۃ للاستشراق میں استشراق کی متعدد تعریفات کا تذکرہ کرنے کے بعد خود تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هو دراسات اکادیمیة يقوم بها غربيون كافرون من اهل الكتاب بوجه خاص للاسلام والمسلمين، من شتى الجوانب، عقيدة وشريعة، وثقافة، وحضارة، وتاريخاً ونظم، وثروات وامكانات..... هدف تشوية الاسلام، ومحاولة تشكيك المسلمين فيه، وتضليلهم عنه وفرض التبعية للغرب عليهم ومحاولة تبدير هذه التبعية بدراسات ونظريات تدعى العلمية والموضوعية، تزعم التفوق العنصري والثقافي للغرب المسيحي على الشرق الاسلامي"۔<sup>(7)</sup>

یہ ان علمی تحقیقات کا نام ہے جس کا اہتمام اہل کتاب کے مغربی کافر خاص طور پر اسلام اور مسلمانوں کے متعلق مختلف پہلوؤں سے کر رہے ہیں۔ عقیدہ و شریعت کے اعتبار سے، تہذیب و ثقافت،

تاریخ اور نظم و نسق کے اعتبار سے اور موجودہ اور مکملہ وسائل کے بارے میں۔ جس کا ہدف اسلام کی بد نمائی، مسلمانوں میں اس کے متعلق شکوہ و شبہات اٹھانے کی کوشش، ان کو اسلام سے بھٹکانا اور ان پر مغرب کی بیبیوی کو لازمی قرار دینا اور اس تقید کو جواز فراہم کرنے کی کوشش ایسی تحقیقات اور نظریات کے ساتھ جن کے بارے میں علمی اور موضوعاتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ میکنی مغرب کو شرق اسلامی پر عنصری (جسمانی) اور شافتی برتری حاصل ہے۔

ڈاکٹر غرب کے مطابق مغربی اہل کتاب میکنی مغرب کی اسلامی مشرق پر نسلی اور شافتی برتری کے زعم کی بنیاد پر مسلمانوں پر اہل مغرب کا تسلط قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کو اسلام کے بارے میں گمراہی اور شک میں بھتلا کرنے اور اسلام کو مسخ شدہ صورت میں پیش کرنے کی غرض سے مسلمانوں کے عقیدہ، ثقافت، شریعت، تاریخ، نظام اور وسائل و امکانات کا جو مطالعہ غیر جانبدار تحقیق کے ذرعے کے ساتھ کرتے ہیں اسے استشراق کہا جاتا ہے۔

معروف اردو سیرت نگار پیغمبر کرم شاہ الازہری<sup>ؒ</sup> ڈاکٹر غرب کی مذکورہ تعریف میں بعض خامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مستشرق کی وضاحت کچھ یوں کرتے ہیں:

”اہل مغرب بالعلوم اور یہود و نصاری بالخصوص، جو مشرقی اقوام خصوصاً ملت اسلامیہ کے مذاہب، زبانوں، تہذیب و تمدن، تاریخ، ادب، انسانی قدر و رون، ملی خصوصیات، وسائل حیات اور امکانات کا مطالعہ معمروضی تحقیق کے لیادے میں اس غرض سے کرتے ہیں کہ ان اقوام کو اپنا نقش غلام بنا کر ان پر اپنا مذہب اور اپنی تہذیب مسلط کر سکیں اور ان پر سیاسی غلبہ حاصل کر کے ان کے وسائل حیات کا اتحصال کر سکیں، ان کو مستشرقین کہا جاتا ہے اور جس تحریک سے وہ لوگ منسلک ہیں وہ تحریک استشراق کہلاتی ہے۔“<sup>(۸)</sup>

مذکورہ تعریفات کے علاوہ بھی استشراق کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں کہ جن میں ایک پہلو مشترک ہے کہ استشراق مغربی دشمنوں کی اسلام و ملت اسلام کے بارے میں تحقیقات کا میدان ہے کہ جہاں وہ اپنے مخصوص عزم و مقاصد کے حصول کے لیے اپنی صلاحیتیں کھپار ہے ہیں اور عموماً ان کی سرگرمیوں میں اسلام کی غیر حقیقی صورت گری و تصویر کشی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

استشراق کے لفظ کی کوئی قدیم تاریخ نہیں ہے۔ جیسا کہ ما قبل ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ ایک نیا لفظ ہے، یہ پرانی لغات میں موجود نہیں ہے۔ اے جے آر بیری (Arthur Jhon Arberry) کہتے ہیں کہ استشراق (Orientalism) کا لفظ پہلی دفعہ ۱۶۳۸ء میں یونانی لکھیسا کے ایک پادری نے استعمال کیا۔<sup>(۹)</sup>

میکسیم روڈنسن (Maxime Rodinson) کے مطابق استشراق کا لفظ فرانس کی کلاسیکی

لغت میں ۱۸۳۸ء میں درج ہوا اور انگریزی زبان میں ۱۸۹۹ء میں شامل کیا گیا۔<sup>(۱۰)</sup>

## تحریک استشراق کا آغاز

تحریک استشراق کے آغاز کے بارے میں کہ یہ تحریک کس سن میں شروع ہوئی اور کس موقع پر اس کا ظہور ہوا احتلاف رائے پایا جاتا ہے بعض اہل علم کی رائے ہے کہ استشراق کا ظہور اسلام کے آغاز کے ساتھ ہی ہو گیا تھا یہود و نصاریٰ کی نسلی و علمی برتری کا نشوہ اسلام نے توڑا تو انہوں نے اسلام مخالف سرگرمیاں شروع کیں اور یہی استشراق کا نقطہ آغاز تھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے معاصر یہود و نصاریٰ کی مخالفت کے بعد پہلاً آدمی جس نے باقاعدہ طور پر اسلام کے خلاف تحریری جنگ آٹھویں صدی عیسوی میں شروع کی وہ جان آف مشق (یونانی مشق) تھا۔ اس نے دو کتابیں ”محاورہ مع الاسلام اور ارشادات النصاریٰ فی جدل المسلمين“، لکھیں۔<sup>(۱)</sup>

کچھ اہل علم کی رائے ہے کہ تحریک استشراق کا آغاز ۱۳۱۲ء میں ہوا جب فینا میں مکیسا کی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں یہ طے ہوا کہ یورپ کی جامعات میں عربی، عبرانی اور سریانی زبان کی تدریس کے لیے پیرس اور یورپ کی طرز پر چیزیں زقام کی جائیں۔<sup>(۲)</sup>

بعض اہل علم کے نزدیک اس تحریک کا آغاز اس وقت ہوا جب علماء مغرب نے اندرس کے علمی عروج کو دیکھتے ہوئے وہاں کا رخ کیا اور اکٹر مصطفیٰ الساعی لکھتے ہیں:

”ان بعض الرهبان الغربين قصدوا الاندلس فى إبان عظمتها و  
ومجدها، وشققاوا فى مدارسها، وترجموا القرآن والكتب العربية إلى  
لغاتهم، تلمذوا على علماء المسلمين فى العلوم وبخاصة فى الفلسفة  
والطب والرياضيات،“<sup>(۳)</sup>

بعض مغربی راہبوں نے اندرس کی عظمت اور رفتت کے ایام میں وہاں کا قصد کیا، اس کے مدارس میں تعلیم حاصل کی، قرآن اور عربی کتب کا اپنی زبانوں میں ترجمہ کیا، انہوں نے مختلف علوم میں اور خاص طور پر فلسفہ، طب اور ریاضیات میں مسلمان علماء کی شاگردی اختیار کی۔

اسی طرح یہ رائے بھی موجود ہے کہ اس تحریک کا آغاز دسویں صدی میں اس وقت ہوا جب ایک فرانسیسی پادری جربرٹ ڈی اویلیک (Gerbert D'Aurillac) اشبيلیہ اور قرطہ کی جامعات میں علوم اسلامیہ پر دسیس حاصل کرنے کے بعد ۹۹۹ء سے ۱۰۰۳ء تک پاپائے روم کے عہدہ پر متعین رہا۔<sup>(۴)</sup> علم استشراق کے بعض ماہرین کے مطابق تحریک استشراق کا آغاز بارہویں صدی عیسوی میں ہوا۔ جب پطرس محترم (Peter The Venerable) کے ایماء پر لاطینی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا گیا۔<sup>(۵)</sup>

کچھ ماہرین استشراق اس تحریک کا آغاز تیرہویں صدی عیسوی میں ثابت کرتے ہیں جب

الفانسودہم نے ۱۲۶۹ء میں مرسیا (Murcia) میں تقاضا ادیان کے حوالے سے ایک ادارہ (Alfonsox) ابو بکر قوٹلی کے زیرگرانی قائم کیا۔ اسی ادارے میں قرآن کریم کا ہسپانوی (Spainish) زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ اسی دور میں فریڈرک دوم نے بھی اسلامی موضوعات پر مشتمل کتب کے تراجم کرنے اور یورپ کے تعلیمی اداروں میں بھیجا۔<sup>(۱۴)</sup>

اہل مغرب نے اپنی تعلیمی درسگاہوں میں عربی و اسلامی علوم کی خصوصی چیزیں قائم کیں۔ ۱۵۳۹ء میں فرانس، ۱۶۳۲ء میں کیپ برجن اور ۱۶۳۸ء میں آسپنفورڈ میں باقاعدہ چیزیں قائم کی گئیں۔

ماقبل مذکورہ آراء سے تحریک استشراق کے نقطہ نظر کی تعین آسان نہیں ہے لیکن علمی ذخائر میں محفوظ معلومات کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس تحریک کا باقاعدہ آغاز آٹھویں صدی عیسوی میں ہوا۔ مندرجہ بالا آراء سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ استشراق کے بانیوں میں اکثریت مذہبی پیشواؤں (رہبیوں اور پادریوں) کی تھی۔ یہ مذہبی پیشواؤں کو ایک خطرہ سمجھتے تھے اس لیے ان کی علمی سرگرمیوں میں اسلام سے منافرت کا رنگ واضح کھائی دیتا ہے، گوک علماء استشراق میں وہ حضرات بھی شامل رہے ہیں کہ جن کی علمی کاوشوں سے علمیت کا معیار و وقار بلند ہوا لیکن بحیثیت مجموعی استشراق، اسلام مخالف تحریک کے طور پر منصہ شہود پر نمودار ہوا ہے۔

### تحریک استشراق کی تاریخ

تحریک استشراق کی تاریخ اور مستشرقین کی علمی و تحقیقی جدوجہد کو سمجھنے کے لیے اسے مختلف ادوار میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنے ایک وقیع مقالہ میں مستشرقین کی تاریخ کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا ہے:

#### ۱۔ پہلا دور

استشراق کے پہلے دور کا تعلق اس زمانے سے ہے جب مسلمانوں نے اندرس کو علوم و فنون اور تہذیب و تدبیح کا گھوارہ بنایا تھا۔ اہل مغرب اس علمی و تدبیحی عروج سے استفادہ کرنے کے لیے اندرس کا رخ کرتے تھے۔ اندرس کی طرف رجوع کرنے والوں کی بڑی تعداد ایسی بھی تھی جو اسلام مخالف جذبات سے سرشار تھے۔

#### ۲۔ دوسرا دور

دوسرا دور کا تعلق صلیبی جنگوں کے زمانے سے ہے جب میادین میں نکست کی نفت نے دنیاۓ نصرانیت کو اسلام مخالفت میں عروج پر پہنچا دیا۔ علمائے استشراق نے اس دور میں اسلام کی جو تصویر پیش کی اس کا اثر مدتیوں یورپ کی آبادیوں میں غالب رہا۔

### ۳۔ تیسرا دور

تحریک استشراق کے تیسرا دور کا تعلق اس زمانے سے ہے جب صنعتی انقلاب نے یورپی دنیا میں استعمار اور ملک گیری کی نئی خواہشات کو بیدار کر دیا اور مغربی طاقتوں نے استبدادی عزائم کے ساتھ مشرق کو دیکھنا شروع کر دیا۔

### ۴۔ چوتھا دور

چوتھا دور وہ ہے جب نوآبادیاتی نظام کا دم واپسیں شروع ہوا اور غیر ملکی تسلط کے خلاف آزادی کی تحریکوں نے جنم لیا۔ علمائے استشراق کے انداز تحقیق اور طریقہ کار (Methodology) میں واضح تبدیلی نمودار ہوئی اسلام کے ساتھ ظاہر احترام کے برتاب نے فروغ پایا۔

### ۵۔ پانچواں دور

استشراق کے پانچویں دور کا تعلق اس زمانے سے ہے جب قدرت کی طرف سے مسلم دنیا کو زرسیال کی دولت سے مالا مال کیا گیا تو اہل مغرب کی حریص نگاہیں اس دولت پر مرکوز ہو گئیں۔<sup>(۱۷)</sup> ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں شامل اپنے مقالہ استشراق میں تحریک استشراق کے تین ادوار ذکر کئے ہیں، ان کے مطابق پہلے دور کی ابتداء اسلام کے ساتھ ہی ہو گئی جب قدم قدم پر اسلام کو مختلف کامان کرنا پڑا جبکہ تحریک استشراق کے منظم اور باقاعدہ دور کا آغاز (دوسرا دور) سلطنت روما اور پاپا بیت کی سرپرستی میں صلیبی جنگوں کے بعد ہوا جب اس تحریک نے ایک دینی تحریک کی شکل اختیار کی۔ استشراق کے تیسرا اور موجودہ دور کا آغاز اٹھارویں صدی عیسوی سے شروع ہوا جواب تک جاری ہے۔<sup>(۱۸)</sup>

### تحریک استشراق کے اغراض و مقاصد

تحریک استشراق کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک متعدد مقاصد و اہداف کی حامل رہی ہے:

#### ۱۔ دینی اہداف

جیسا کہ ماقبل ذکر کیا گیا کہ اسلام کی روز افزون ترقی نے مخالفین (خصوصاً یہود و نصاری) کی برتری کو ختم کرنا شروع کر دیا تو انہوں نے اسلام کے خلاف ہم کا آغاز کر دیا، اسلامی تعلیمات پر ٹکوک و شبہات کے پردے ڈالے جانے شروع کئے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی تحریک استشراق کے دینی اہداف کا تذکرہ کرتے ہوئے چار نکات ذکر کرتے ہیں:

- ۱۔ تحریک استشراق کا بنیادی مقصد مسلمانوں میں اپنے نبی، قرآن عظیم، شریعت اسلامیہ اور فتنہ اسلام کے بارے میں شک کے تجھ بونا ہے۔
- ۲۔ مسلمانوں کے اندر اپنی تہذیب و ثقافت کے بارے میں شکوک و شبہات کو فروغ دینا اور اس بات کا پرچار کرنا کہ اسلامی تہذیب اپنی اصل کے اعتبار سے روئی تہذیب سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔
- ۳۔ مسلمانوں میں اپنے علمی و اعتمادی ورثے کے بارے میں شکوک کو جنم دے کر اسے ناقص ثابت کرنا تاکہ مسلمان اپنے دین سے یہ زار ہو کر کفار کی صفوں میں جگہ پائیں۔
- ۴۔ مسلمان معاشروں میں اخوت و مودت کے جذبات کو ختم کرنے کے لیے ان کے درمیان قومیت و نسل کی بنیاد پر اختلاف کو فروغ دینا۔<sup>(۱۹)</sup>

استشراق کی تاریخ کا جائزہ لینے سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ غالب پہلو جس نے علائے استشراق کو اسلام کے بارے میں مطالعہ کرنے کی طرف راغب کیا وہ مذہبی و دینی تھا۔ مستشرقین کا ایک بڑا مقصود دین میسیحیت کی تبلیغ و ترویج اور دین اسلام کی تضعیف اور اس کی تحریف رہا ہے اسلام کا مطالعہ بھی اس لیے کیا جاتا رہا تاکہ اس کے خلاف منصوبہ سازی کر کے اس کی ایسی تصوری کشی کی جائے جس سے لوگ اس دین سے تغیر ہو جائیں۔ ڈاکٹر مازن لکھتے ہیں:

”فغاية الهدف الديني هي معرفة الإسلام لمحاربته وتشويهه وإبعاد  
النصارى عنه، وقد اتخذ النصارى المعرفة بالإسلام وسيلة لحملات  
التنصير التي اطلقت إلى البلاد الإسلامية، وكان هدفها الأول تنفيير  
النصارى من الإسلام“<sup>(۲۰)</sup>

ڈاکٹر مازن کے بقول مستشرقین کے دینی ہدف کا انتہائی مقصود اسلام کی معرفت تھا تاکہ اس کا مقابلہ کیا جاسکے اور عیسائیوں کو اس سے دور رکھا جائے، بلاشبہ عیسائیوں نے اسلام کے متعلق معرفت کو ہی تنصيری حملوں کا وسیلہ بنایا جو مسلمانوں کے علاقوں پر ہوئے کیونکہ اس کا سب سے اولین ہدف عیسائیوں کو اس دین سے بدکا نا تھا۔

### علمی اہداف

عالم مغرب کے بعض علماء و فضلاء نے مشرقیات و اسلامیات کا انتخاب اپنے علمی ذوق کی وجہ سے کیا وہ دیدہ ریزی اور دماغ سوزی سے کام لیتے ہوئے اسلام کے منابع اور فرہنگ کا مطالعہ کرتے تھے ایسے ہی اہل علم کی مساعی سے بہت سے مشرقی و اسلامی علمی نوادر پرورہ خفا سے نکل کر منصہ شہود پر آئے۔ متعدد اسلامی مأخذ اور تاریخی وثائق ان کی محنت سے پہلی مرتبہ شائع ہوئے۔

اسلام کا معروضی مطالعہ کرنے والے مستشرقین میں اہم نام ٹھامس آرلنڈ (Thomas

(Arnold) کا ہے۔ ان کی تصنیف دعوت اسلام (Preaching of Islam) ایک قابل قدر کتاب ہے۔ بعض مستشرقین نے آرنلڈ کو تقدیم کا نشانہ بنایا ہے کہ اس نے یہ تصنیف اہل اسلام کی محبت میں ڈوب کر لکھی ہے۔<sup>(۲۱)</sup>

اس علمی اعتراف کے باوجود گروہ مستشرقین عمومی طور پر اہل علم کا ایک ایسا طبقہ ہے جس نے قرآن و حدیث، سیرت و فقہ اسلامی اور اخلاق و تصوف کے میادین میں بارہاطن آزمائی کی لیکن حقائق کو آشکار کرنے کا جذبہ غالب نہ آسکا بلکہ اسلام سے دور اور حق کے انکار کے جذبے نے ترقی پائی، تعلیمی و فلاحی ادارے قائم کر کے سائنسی بیانیوں پر اسلام مخالف مہم کا آغاز کیا گیا۔  
مریم جیلہ لکھتی ہیں:

"A few outstanding western scholars have devoted their lives to Islamic studies because of sincere interest in them. Were it not for their industry, much valuable knowledge found in ancient Islamic manuscripts would have been lost or lying forgotten in obscurity. English Orientalists like the late Reynolds Nicholson and the late Arthur Arberry accomplished notable work in the field of translating classics of Islamic literature and making them the general reader for the first time in a European language."<sup>(22)</sup>

مریم کے بقول بعض نامور مغربی محققین نے اسلامی علوم کے مطالعہ میں خاصانہ شوق کی بنا پر زندگیاں کھپا دیں اگر وہ کوشش نہ کرتے تو بہت سارا قیمتی سرمایہ (اسلامی مخطوطات) کھو گئے ہوتے یا گوشه خموں میں پڑے رہتے۔ انگریز مستشرقین جیسا کہ رینالڈ نکلسن اور آرچر آربری نے اسلامی ادب کے کلاسیکی شہ پاروں کا ترجمہ کیا (جس نے بڑی شہرت پائی) اور ان کی بدولت یورپی زبانوں میں عام آدمی کے مطالعہ کے لیے اسلامی ادب دستیاب ہوا۔

### سیاسی اہداف

عالم مغرب نے اپنے سیاسی توسعی عزم کے لیے علمائے استشراق کی خدمات حاصل کیں جنہوں نے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے استعمار کے غلبے اور تسلط کے لیے راہ ہموار کی۔ مستشرقین سر زمین مشرق میں استعمار کے لیے امکانی مفادات کی نشاندہی کرتے۔ نوآبادیاتی دور میں وہ حکوم علاقوں کی زبان، ادب، مذہب و ثقافت، عرف و عادات اور وسائل و فرماں کے بارے میں علمی مواد

مرتب کرتے تاکہ استعماری قوتیں مستقبل کی دیر پامنصولہ بندی کر سکتیں۔ استعمار و استشراق کے اسی باہمی تعلق کی نشاندہی کرتے ہوئے ڈاکٹر مازن نے استاذ محمود شاکر کا قول ذکر کیا ہے:

”فقدموا معلومات موسعة ومفصلة عن الدول التي رغبت الدول الغربية في استعمارها والاستيلاء على ثرواتها وخيراتها . وقد اخittel الامر في وقت من الاوقات بين المحتل والمستشرق فقد كان كثيرون من موظفي الاحتلال على دراية بالشرق لغة وتاريخاً وسياسة واقتصاداً“<sup>(۲۳)</sup>

(ان مستشرقین نے اپنی تحقیقات کے ساتھ) مسلم ممالک کے متعلق بڑی وسیع اور تفصیلی معلومات فراہم کیں جس نے مغربی ممالک کو ان علاقوں کے خزانوں اور وسائل پر قبضہ اور غلبہ پانے پر اگلیخت کیا اور کئی دفعوں میں ہوا کہ یہ قبضہ کرنے والے اور مستشرق ایک ہی نظر آئے، استعمار کے بہت سے وظیفہ خور وہ تھے جو مشرق کی زبان، تاریخ، سیاست اور معیشت کا اچھا علم رکھتے تھے۔

فرانس میں مشرقی زبانوں کی تعلیم کا ایک ادارہ میں قائم کیا گیا اس ادارے کی اولین تحقیقی سرگرمیاں مصر و اہل مصر کے بارے میں مفصل مواد مرتب کرنا تھا۔ مستشرقین کی ایک جماعت (جو کہ متعدد میادین کے ماہرین پر مشتمل تھی) نے ۲۲ جلوں میں ایک موسوعہ تیار کر دیا جس سے مصر میں ہم جوئی کے لیے یورپی اقوام نے بھر پور فائدہ اٹھایا۔ فرانس میں قائم کیا گیا یہ ادارہ فرانسیسی فوج سے وابستہ تھا۔

ڈاکٹر احمد غرب استشراق کے استعمار و مسیحیت کے ساتھ گھرے تعلق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ تعلق آج بھی قائم ہے اور مغربی حکومتیں سیاسی و جغرافیائی میدانوں میں منصوبہ سازی کے لیے مستشرقین سے مدد لیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"The history of Orientalism shows that it was closely connected with the needs and purpose of Colonialism and with Christian missionary. That connection remains, it has now become apart of the geo-political strategies of western governments and their intelligence services."<sup>(۲۴)</sup>

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب ناؤ آبادیاتی اقتدار کا خاتمه ہونا شروع ہوا تو استعمار کو مختلف ملکوں میں اقتدار کو چھوڑنا پڑا تو اہل مغرب نے نئی تدبیر اختیار کی انہوں نے اپنے سفارت خانوں، قونصلیٹ اور ڈپلومیک مشنسز (Diplomatic Missions) میں مستشرقین کو اہم نشستوں پر فائز کیا جنہوں نے استعماری غلبے سے آزاد ہونے والے ملکوں میں قائم ہونے والی حکومتوں کو عدم استحکام سے دوچار کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

دور جدید میں مغربی قوتوں نے مشرقی دنیا میں اپنے اثر و نفوذ کو قائم رکھنے اور عالم مشرق (خصوصاً

اسلامی دنیا) کی جغرافیائی و سیاسی حیثیت کو منظر رکھتے ہوئے اپنے ممالک میں مشرقی و اسلامی علوم کے مراکز قائم کئے جن کی تحقیقات کو پیش نظر کر عالم مشرق کے بارے میں منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر مازن تحریر کرتے ہیں ان امور میں سے جو مستشرقین کی عربی و اسلامی تحقیقات کے سیاسی و استعماری اہداف کے ساتھ تعلق کو واضح کرتے ہیں ایک اہم بات یہ ہے کہ امریکہ کی کئی جامعات میں اسلامی و عربی علوم کے مراکز قائم کئے گئے ہیں کہ جنہیں امریکی سرکار مالی امداد دیتی ہے اور مسلسل کلی یا جزوی امداد سیاسی اہداف کے ساتھ تعلق کے اعتبار سے جاری ہے اور ان اداروں میں کی گئی تحقیقیں کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ومما يوكد ارتباط الدراسات العربية الإسلامية بالأهداف السياسية"

الاحتلالية ان الحكومة الامريكية مؤلث عددا من المراكز للدراسات

العربية الإسلامية في العديد من الجامعات الأمريكية، وما زالت تمول

بعضها إما تمويلاً كاملاً أو تمويلاً جزئياً وفقاً لمدى ارتباط الدراسة

با هدف الحكومة الأمريكية وسياستها" (۲۵)

مغربی ممالک کی جامعات میں قائم کئے گئے مراکز برائے مشرقی و اسلامی علوم کی تحقیقات کے بعض گوشے بلاشبہ تعریف و تحسین کے مسخن ہیں لیکن بحیثیت مجموعی ان تحقیقات کے بنانج و آثار مشرق اور اسلام کی ترقی ترجمانی نہیں کرتے۔ ڈاکٹر احمد غراب کے مطابق تحقیقی موضوعات کے انتخابات میں (خاص طور پر اسلام، تاریخ و تہذیب اسلام) مسلمان علماء کے مقابلے میں مرکزی حیثیت مسکی اور یہودی علماء یا خدا ناشناس حضرات کو حاصل ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"In these centers Atheist, Christian and Jewish scholars have at least an equal usually greater authority than Muslims in the choice and framing of the topics for research in Islamic history and civilization and in the teaching of Islam." (۲۶)

### اقتصادی و معاشری مقاصد

تحریک استشراق کا آغاز (جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے) تو اسلام کی روزافروں ترقی کو روکنے کے لیے کیا گیا تھا لیکن بعد میں اس کے مقاصد میں اضافہ ہو گیا۔ اہل مغرب نے اپنے معاشری مفادات اور تجارتی معاملات کی برتری کے لیے عربی زبان اور اسلامی تہذیب و ثقافت کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے مشرقی دنیا خاص طور پر اسلامی ممالک میں ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ان ممالک کے وسائل پر قبضہ کیا جائے، صنعتی دور میں داخل ہونے کے بعد مغرب نے مشرق کے خام مال کے ذخیر پر نظر

جمائی۔ بعض اہل علم کی رائے ہے کہ استشراق کا اساسی ہدف اقتصادی میدان ہی تھا اور دین اور تبیشری مشن کو انہی اقتصادی اہداف کے حصول کے لیے استعمال کیا گیا۔ ڈاکٹر مازن لکھتے ہیں:

”وَهُنَاكَ مِنْ يَرِى الْهَدْفَ الْاِقْصَادِيَّ كَانَ هُوَ الْاسَسُ فِي الْاِسْتَشْرَاقِ“<sup>(۲۴)</sup>

وقد استغل الدين والنصرة لتحقيق الاهداف الاقتصادية،<sup>(۲۵)</sup>

مستشرقین اپنی تحقیقات کے ذریعے مشرق کے خزانوں کی نشاندہی کرتے۔ اسی طرح انہوں نے استعداد و وسائل کے میدان میں امیر مشرق اور اسلامی آبادیوں میں احساس کمزی کو عام کرنے کی سعی بیغ کی۔ مشرقی دنیا پر مغرب کے علمی و فکری تفویق کی دھاک بھانے میں مستشرقین کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔

تحریک استشراق کے مذکورہ اہداف کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تحریک استشراق اپنی بعض ثبت جھتوں کے باوجود بجیشت مجموعی اسلام دینی کے جذبات سے سرشار ہے اور تحریک کی جملہ خدمات کو منظر رکھا جائے تو پہاڑ چلتا ہے کہ اس کی سرگرمیوں نے اسلام کی غیر حقیقی تصور کشی کی جس کی وجہ سے اسلام کے خلاف منافر نے فروغ پایا اسی طرح اسلام کے بارے میں تحقیق کرتے ہوئے دیانت و صداقت کے اصولوں کو نظر انداز کیا گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام اور میادین اسلام سے متعلقہ جملہ استشراقی تحقیقات کا ناقدانہ جائزہ لیا جائے اور ان کی تسامحات کی نشاندہی کی جائے تاکہ اسلام اور متعلقات اسلام کا مطالعہ کرنے والا ہلقہ سے آشنا ہو۔

## حوالہ جات

- ۱۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، دارالصادر، ل۔ت، ص ۷۲
- ۲۔ مازن بن صالح مطیقانی، الاستشراق، القاهرۃ، دارالعلم والتحقيق، ل۔ت، ص ۳
- ۳۔ اصلاحی، شرف الدین، اسلام اور مستشرقین، عظم گڑھ، دارالمصطفیٰ، ۲۰۰۲ء، ۲۸/۵۰
4. Edward Said, Orientalism, New York, Vintage, 1979, P.1
- ۵۔ رامپوری، محمد یوسف، تحریک استشراق، مجلہ دارالعلوم دیوبند، مارچ ۱۹۸۸ء، ص ۳۲، ۳۵
- ۶۔ علی بن ابراہیم اعملہ، الاستشراق والدراسات الاسلامیۃ، مصادر المستشرقین و مصدر تھم، الریاض: مکتبۃ التوبیۃ، ۱۹۹۸ء، ص ۳۵
- ۷۔ احمد عبدالحمید غراب، رویۃ الاسلامیۃ للاستشراق، الریاض: دارالاصلۃ للثقافۃ والتشریف والاعلام، ۱۹۸۸ء، ص ۷۔ ۸
- ۸۔ الازہری، محمد کرم شاہ ضیاء القرآن، لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ذیقعده ۱۴۱۸ھ، ۶/۱۲۳
- ۹۔ مازن بن صالح مطیقانی، الاستشراق، ص ۲

- الاپنیاً ۱۰۔ الازہری، محمد کرم شاہ ضیاء القرآن، ۱۴۲۶ھ، ص ۱۱۔ مازن بن صلاح مط巴قانی، الاستشراف، ج ۲، ص ۱۲۔ مازن بن صلاح مطباقي، الاستشراف، ج ۳، ص ۱۳۔ السباعی، الدکتور محمد مصطفی، الاستشراف و المستشرف قون، بیروت، دارالوراق، ل۔ ت، ج ۱، ص ۱۴۔ محمد احمد دیاب، الدکتور، اضواء على الاستشراف و المستشرف قین، القاهرۃ: دارالمسار، ۱۹۹۳ء، ص ۱۵۔ محمود محمدی زغزوق، الدکتور، الاستشراف و الخلیفۃ الفکریہ للصراع الحضاری، القاهرۃ: ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۔ الاپنیاً خلیف احمد نظامی، اسلام اور مستشرقین، عظیم گڑھ، دار المصطفین، ج ۲، ص ۲۰۰۲، ص ۱۷۔ محمد اکرم چوہدری، ڈاکٹر، تکملہ اردو و ارے معارف اسلامیہ، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، مارچ ۲۰۰۲ء، ص ۱۸۔ ص ۱۹۔ السباعی، الدکتور محمد مصطفی، الاستشراف و المستشرف قون، ج ۳، ص ۳۰۔ مازن بن صلاح مطباقي، الاستشراف، ج ۴، ص ۲۰۔ مازن بن صلاح مطباقانی، الاستشراف، ج ۵، ص ۲۱۔

22. Maryam Jameelah, Islam and Orientalism, Lahore, Mohammad Yusuf Khan & Sons, Second Edition, 1990. P.29

23. مازن بن صلاح مطباقانی، الاستشراف، ج ۹، ص ۲۴۔

24. Ahmad Ghorab, Dr. Subverting Islam, Kuala Lumpur, The Open Press, 1996. P.03

25. مازن بن صلاح مطباقانی، الاستشراف، ج ۱۰، ص ۲۶۔

26. Ahmad Ghorab, Dr. Subverting Islam, P.04

27. مازن بن صلاح مطباقانی، الاستشراف، ج ۹، ص ۹۔